امام ابوزرعہ رازیؒ

جناب اسیر ادروی۔ ادری (اعظم گڑھ)

بیان خطأ البخاری فی تاریخہ اسی سلسلہ کی یہ دوسری کتاب ہے کتاب میں ابوزرعہ نے التاریخ الکبیر میں جو غلطیاں اور اوہام تھے یا بعض تراجم میں نقص تھا یا اسماء و کنیٰ کے تلفظ یا روایت میں یا ان کے مقام و مرتبہ میں جو افراط و تفریط آگئی تھی ان خامیوں کو دور کیا گیا ہے خود ابوزرعہ کا اس سلسلہ میں بیان ہے، ابوعلی صالح بن محمد الحافظ کہتے ہیں

قال لی ابوزرعة یا ابا علی نظرت فی کتاب محمد بن اسماعیل هذا اسماء الرجال فاذا فیه خطأ کثیر فقلت له بلیته انه جعل کل من کان یقدم علیه من العراق من اهل بخاری نظر فی کتبهم فاذا رأى اسماء لا یعرفه ولیس عنده کتبه وهم لا یضبطون ن تکون کتبهم غیر منقوطة فیضعه فی کتابه خطأ والا فما رأیت خراسانیا افهم منه ولو انی سانه وفی ذلک الکتاب اسماء

ابوزرعہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے امام بخاری کی کتاب دیکھی تو مجھے اس میں بہت سی غلطیاں نظر آئیں تو میں نے ان سے کہا کہ خود مجھے بھی اس کا تجربہ ہے کوئی بھی عراق وغیرہ سے آتا تو وہ ان کی کتابوں کو دیکھتے اور جب ان میں کوئی ایسا نام نظر آتا جس کے بارے میں ان کو علم نہ ہوتا تو اس کو لکھ لیتے جب کہ ان کی کتابوں میں نقطے نہیں دئے جاتے تھے اس لئے غلطیوں کا امکان اور بڑھ جاتا تھا یہ بات اپنی جگہ ضرور ہے کہ اتنا فہیم و فطین کوئی خراسانی نہیں ہے لیکن اس کو

لا نعرف ولا يطلبين من روى عنه وعن
رووا عنه شيئ روا فيتحير الانسان
فيه،

گیا ہے کہ اس کتاب میں بہت سے غیر معروف
نام ہیں اور ان کا صحیح تعارف نہیں کیونکہ یہ نہیں
بتایا گیا کہ کس سے اس نے روایت کی یا کن
لوگوں نے اس سے روایت کی اور کیا روایت
کی ہے یہ صورت حال دیکھ قاری متحیر ہو جاتا
ہے کہ راوی کی تعیین کیسے کرے۔

قال: سألني خالد بن احمد ابو الهيثم ان
انظر له شيئًا في هذا الكتاب فاصحح له
فنظرت فغيرت اشياء اخطأ فيه وصحف
ورأيت محمد بن اسماعيل ببغداد يقرأ
عليهم هذا الكتاب فقال، وابراهيم بن
شعيب روى عنه ابن وهب فقلت له،
انما هو ابراهيم بن خثيم ثم قلت له
انت تنظر في كتب الناس فاذا مر بك
اسم لا تعرفه اخذته والخطأ فيه من
غيرك لانهم كانوا لا يضبطون له

ابو زرعہ نے کہا کہ خالد بن احمد ابو الہیثم نے مجھ
سے کہا کہ میں اس کتاب پر ایک نظر ڈالوں اور
جو غلطیاں ہیں اس کو درست کردوں تو میں
نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور جہاں جہاں
ضرورت محسوس ہوئی ترمیم کردی
اور غلطیوں کی تصحیح کردی میں نے خود
بخاری کو بغداد میں دیکھا کہ وہ اپنی کتاب
سنا رہے تھے اور کہا ابراہیم بن شعیب
روی عنہ ابن وہب تو میں نے ان
سے کہا کہ وہ ابراہیم بن شعیب نہیں
ابراہیم بن خثیم ہے۔
پھر میں نے ان سے کہا کہ آپ دوسروں
کی کتاب دیکھتے ہیں ان میں جو نام نیا ملتا
ہے تو اس کو آپ لے لیتے ہیں حالانکہ ان کی
کتاب میں وہ نام غلط لکھا ہوا ہوتا ہے اس

له: موضح اوہام الجمع والتفریق ج ۱ ص ۷

لیے آپ کی کتاب میں بھی وہ اغلاط
ہوجاتا ہے اس لیے دوسروں کی غلطی آپ
کی کتاب میں داخل ہوجاتی ہے۔

اس تفصیل سے صحیح صورت حال ظاہر ہوجاتی ہے کہ ابوزرعہ کی یہ کتاب بہت سی ان غلطیوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے جو دوسری کتابوں کے غلط اندراجات کی وجہ سے بخاری کی کتاب میں نقل ہوجانے کی وجہ سے پڑا ہوا ہے، اس لیے ابوزرعہ کی یہ کتاب اپنی افادیت کے لحاظ سے بہت اہم اور مفید ہے اور تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے صحیح راہنما اور دلیل راہ، کتاب کا مقصد امام بخاریؒ پر اعتراض کرنا نہیں بلکہ دوسروں کی غلطیاں جو اس کتاب میں آگئی ہیں ان کا ازالہ مقصود ہے۔

دوسری تصنیفات کتاب فوائد الرازیین، کتاب الفوائد، کتاب الفضائل اور کتاب اعلام النبوۃ یا دلائل النبوۃ بھی ابوزرعہ کی تصانیف میں شامل ہیں، حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں ابوزرعہ کی دلائل النبوۃ کا ذکر کیا ہے[1] اور اس حدیث کو بیان کیا ہے جو ابوزرعہ نے شب معراج میں حضورؐ کے مشاہدات کے سلسلہ میں نقل کیا ہے، دلائل النبوۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے متعلق صحیح روایتوں کو جمع کیا گیا ہے جیسے انشقاق قمر یا بعض صحابہ کے ہاتھ کی چھڑی تاریک رات میں روشنی دینے لگی تھی، یا جو پیشگوئیاں حضورؐ نے فرمائی ہیں اس سلسلہ میں ابوزرعہ کے نزدیک جو صحیح روایتیں تھیں ان کو پیش کیا ہے اور جو روایت ضعیف معلوم ہوئی اس کو ترک کردیا۔ ابوزرعہ کی کتابوں میں کتاب السیر، کتاب المختصر، کتاب الزہد، کتاب الاطعمہ، کتاب الصوم، کتاب الادب، کتاب الوضوء، کتاب الشفعہ، کتاب الافراد اور کتاب العلل کے نام ہیں، ان کا سراغ اجوبۃ ابی زرعۃ علی اسئلۃ البرذعی، کتاب علل الحدیث، الاصابہ، تقدمہ الجرح والتعدیل کے اندر ان کتابوں کے حوالے سے ملتا ہے ورنہ کسی کتب خانے میں ان میں سے کسی کا وجود نہیں ملتا اور سب ناپید ہیں۔

---

[1] البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۴ ص ۲۵۹-۲۶۰

خصوصیات وامتیازات وفضل وکمال

ہمارے اسلاف میں علماء ومحدثین کی قوتِ حافظہ کے حیرتناک واقعات تاریخوں میں محفوظ ہیں، یہ افسانوی داستانیں نہیں بلکہ ان حضرات کو امتحان وآزمائش کے مرحلوں سے بھی گذرنا پڑا ہے اور جب یہ واقعات ناقابلِ انکار شہادت بن کر تاریخ پر ابھرا تو تاریخ نے ان حیرتناک قوتِ حفظ کے مالک افراد کو اپنے اوراق میں ثبت کرکے خلعتِ دوام بخش دیا امام ابوزرعہ کا بھی شمار انہیں حضرات میں ہے۔ خود ان کا اپنا بیان ہے:

انی فی بیتی ما کتبته منذ خمسین سنة ولم اطالعه منذ کتبته وانی اعلم فی ای کتاب هو، فی ای ورقة هو، فی ای صحفة هو فی ای سطر هو[1]

میرے گھر میں وہ تمام مخطوطے ہیں جو میں نے پچاس سال سے لکھے ہیں میں نے پھر ان کو دیکھا نہیں، لیکن میں بتا سکتا ہوں کہ فلاں حدیث فلاں کتاب فلاں ورق فلاں صفحہ اور فلاں سطر میں ہے۔

مشہور محدث ابوبکر ابن شیبہ کا قول ہے:

ما رأیت احدًا احفظ من ابی ذرعة الرازی[2]

میں نے ابوزرعہ رازی سے زیادہ قوتِ حفظ کا مالک کسی کو نہیں دیکھا۔

دوسرے مشہور فقیہ ومحدث اسحاق بن راہویہ کا بیان ہے:

کل حدیث لا یعرفه ابوزرعة فلیس له اصل[3]

ابوزرعہ جس حدیث کو نہ جانیں تو سمجھ لو کہ اس کی کوئی اصل نہیں

---

[1] تاریخ بغداد (خطیب بغدادی) ج ۱۰ ص ۳۳۲ تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۳۔
[2] ایضاً ج ۱۰ ص ۳۳۱۔
[3] ایضاً ″ ص ۳۳۲۔

امام اصبہانی حافظ جو ابو زرعہ کے شیخ ہیں ان کا بیان ہے:

هذا الفتى يعني ابا زرعة قد حفظ ستمائة الف [1]

ابو زرعہ کو چھ لاکھ حدیثیں یاد ہیں۔

ابو بکر محمد بن عمر الطرازی الحافظ فرماتے ہیں:

لم يكن في هذه الامة احفظ من ابي زرعة كان يحفظ سبعمائة الف حديث وكان يحفظ مائة واربعين الفاً في التفسير والقراءات [2]

اس امت میں ابو زرعہ سے زیادہ قوت حافظہ کا کوئی مالک نہیں۔ سات لاکھ حدیثیں ان کو یاد ہیں، ایک لاکھ چالیس ہزار حدیثیں تو صرف تفسیر اور قراءت سے متعلق ہیں۔

ابو زرعہ کے علم وفضل کی شہادت کے لئے صرف ایک واقعہ کافی ہے، اس کے راوی نیشاپور کے محدث حافظ حدیث حضرت مکی بن عبدان ہیں۔ ان کا بیان ہے:

سمعت مسلماً يقول عرضت كتابي هذا على ابي زرعة الرازي فكل ما اشار ان له علة تركته وكل ما قال انه صحيح وليس له علة خرجته [3]

میں نے امام مسلم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے صحیح مسلم کو ابو زرعہ رازی کے سامنے پیش کیا، جس حدیث میں انھوں نے علت بتائی میں نے اس کو قلم زد کر دیا اور جس کے بارے میں کہا کہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں تو میں نے اس کو اپنی جگہ باقی رکھا۔

۱؎ تاریخ بغداد جلد ۱۰ ص ۳۲۲۔

۲؎ تہذیب الکمال ص ۳۴۲۔

۳؎ تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۳۴۲۔

مشاہیر اہل علم اور جلیل القدر محدثین کی مجلسوں میں ابوزرعہ کا کیا مقام و مرتبہ تھا اس کی وضاحت کے لئے حضرت امام احمد بن حنبل کا واقعہ کافی ہے۔ امام صاحب کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ حضرت ابوزرعہ جب بغداد آتے تھے تو ہمارے یہاں قیام کرتے تھے اور جب تک وہ قیام کرتے والد صاحب (امام احمد بن حنبل) معمول کے مطابق جو نوافل پڑھا کرتے تھے ان کے آنے کی وجہ سے ترک کر دیتے تھے اور ان اوقات میں ان سے مذاکرۂ حدیث میں مصروف رہتے تھے یعنی ابوزرعہ سے مذاکرہ کو نفل نمازوں پر ترجیح دیتے تھے، ابوزرعہ کے شیخ اور استاذ ہوتے ہوئے بھی امام احمد کو جن حدیثوں کی صحت میں توقف تھا ابوزرعہ سے استصواب کے بعد ان کی صحت کو تسلیم کیا اور ان کا تردد دور ہوا۔[1]

امام بخاری سے بالمشافہ گفتگو کر کے ان کی کتاب "التاریخ الکبیر" میں جو غلطیاں دخل پاگئی تھیں۔ ان کی نشان دہی کی اور امام بخاری نے اس کو تسلیم کر کے ابوزرعہ کے کمال علم و فضل کا اعتراف کیا۔[2]

ابوزرعہ کا مسلک فقہی مسلک کے لحاظ سے شہر رے میں امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک رائج تھا، امام ابوزرعہ الرازی بھی اپنے شہر کے اہل علم کے طریقے کے مطابق حنفی المسلک تھے، ابوزرعہ کا بیان ہے:

کان اھل الری قد افتتنوا بابی حنیفۃ وکنا احداثا۔[3]	تمام اہل رے حنفی المسلک تھے یہ ہماری نوجوانی کا زمانہ تھا۔

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳۳۰ ــ ۳۳۱۔ [2] موضح اوہام الجمع والتفریق ج ۱ ص ۷ [3] تہذیب الکمال للمزی ورقہ ۴۴۲۔

انھوں نے امام ابوحنیفہ کی کتابوں کو بڑے اہتمام سے یاد بھی کر لیا تھا اور یہ کتابیں ان کے نوک زبان تھیں[1] پھر مصر میں انھوں نے امام شافعی کی کتابوں کی نقل حاصل کی، طلب حدیث کے سلسلے میں امام احمد بن حنبل سے مسلسل ملاقات و استفادہ کا سلسلہ جاری رہا، اس طرح تین فقہی مسلک ان کی نگاہوں کے سامنے پوری تفصیل سے آچکے تھے، لیکن ان کی کتابوں سے کسی خاص مسلک کی ترجیح واضح طور پر نہیں ملتی جن لوگوں نے ان کو حنبلی الرائے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ صرف قیاسات پر مبنی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ابوزرعہ اور ان کے معاصرین امام بخاری امام مسلم وغیرہ فقہاء الحدیث تھے، علم حدیث سے کثرت شغف کی بنا پر وہ سنت نبوی کے مزاج داں ہو چکے تھے ان کے سامنے روایات واحادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ تھا کہ ان کا اخاذ ذہن وہ دماغ خود مسئلہ استنباط کر لیتا تھا اور ان کو درجۂ اجتہاد حاصل تھا، ایسے تمام محدثین کسی خاص فقہی مسلک کے پابند نہیں تھے بلکہ بحیثیت مجتہد انھوں نے جس مسئلہ کو ترجیح دی وہی ان کا مسلک تھا ان کو ائمہ اربعہ میں سے کسی خاص فقہی مسلک کے گروہ میں شامل کرنا صحیح نہیں ہے۔

ان کے زہد و تقویٰ کے بارے میں ان کے دوست اور شریک درس اور ہم وطن مشہور محدث امام ابوحاتم رازی بیان فرماتے ہیں:

ازهد من رأيت اربعة آدم بن ابي اياس وثابت بن محمد الزاهد وابوزرعة واحمد بن حنبل[2]	میں نے چار افراد کو سب سے زیادہ زاہد پایا، آدم بن ابی ایاس، ثابت بن محمد زاہد اور ابوزرعہ اور امام احمد بن حنبل۔

---

[1] اجوبة ابي زرعة على اسئلة البرذعي ص ٣٦۔

[2] تاریخ بغداد ج ۲ ص ۷۵۔

وفات حضرت ابوزرعہ کی پوری زندگی تحصیل علم حدیث اور اس کی خدمت میں صرف ہوئی۔ کئی لاکھ حدیثیں اپنے ہاتھ سے نقل کیں، راویوں کے حالات کی جستجو کرکے ان کے بارے میں صحیح رائے قائم کی اور اپنے علم وفضل کی یادگار دو درجن تصانیف چھوڑیں اسماء الرجال اور جرح وتعدیل کے سلسلہ میں اپنی رایوں کا بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا جو تحقیق وتنقید کی راہ پر چلنے والوں کے لئے منارۂ نور ہیں۔ قابل رشک اور پاکیزہ زندگی کے شب وروز گذر رہے تھے کہ وقت موعود آگیا زبان پر ذکر الٰہی جاری تھا۔ ابوحاتم رازی کا بیان ہے کہ آخری وقت ان کی زبان پر تھا اللھم انی اشتاق الی رؤیتک فان قال لی بای عمل اشتقت الی؟ قلت برحمتک یارب[1]، علم حدیث کے ذوق، شوق اور سنت نبویہ سے والہانہ شیفتگی ووارفتگی کا یہ نتیجہ تھا کہ نزع کے عالم میں بھی انھوں نے ایک حدیث ہی بیان کی، واقعہ یہ ہوا کہ آخری وقت میں علماء ومحدثین موجود تھے لیکن لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ کے بموجب فرط ادب کی وجہ سے تلقین نہیں کر رہے تھے تو محدثین نے آپس میں کہا کہ آؤ ہم لوگ حدیث کا مذاکرہ کریں لیکن اس میں بھی وہ ناکام رہے کیونکہ کوئی محدث سند سے آگے کچھ نہیں کہہ پاتا تھا، تب ابوزرعہ نے فرمایا حدثنا بندار حدثنا ابوعاصم حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی ایوب عن کثیر بن مرۃ الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان اٰخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ،

حدیث تمام ہوئی اور ان کی روح عالم قدس کو پرواز کرگئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ دوشنبہ کا دن تھا اور ذی الحجہ ۲۶۴ھ کی کوئی تاریخ، رحمہ اللہ۔

(ختم)

---

[1] تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۳۴۶۔